⚜⚜⚜ تقریر ⚜⚜⚜

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7منٹ

مکرمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ۔(الرّعد:23)

کہ وہ لوگ جنہوں نے اپنے ربّ کی رضا کی خاطر صبر کیا اور نماز کو قائم کیا اور جو کچھ ہم نے ان کو دیا اس میں سے چھپا کر بھی اور علانیہ بھی خرچ کیا اور جو نیکیوں کے ذریعہ بُرائیوں کو دور کرتے رہتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے گھر کا (بہترین) انجام ہے۔

معزز سامعین! میری آج کی تقریر کا عنوان ہے ”سیرت محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا مجید احمد صاحب“

محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ 20جون 1927ء کو قادیان میں پیدا ہوئیں۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نواسی، حضرت نواب محمد علی خان صاحبؓ اور حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کی بیٹی تھیں۔ ہمارے پیارے حضور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے والدِ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم کی پھوپھی زاد ہمشیرہ تھیں۔

آپ کا بچپن قادیان میں دینی ماحول میں رہ کر گزرا اور آپ نے وہیں تعلیم بھی حاصل کی۔ ہندوستان پاکستان کی تقسیم کے وقت آپ کی عمر 20سال تھی۔ آپ قادیان سے ہجرت کر کے لاہور آگئیں تھیں۔

سامعین! محترمہ صاحبزادی قدسیہ بیگم صاحبہ کا نکاح حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 28دسمبر 1950ء کو جلسہ سالانہ کے تیسرے دن محترم صاحبزادہ مرزا مجید احمد صاحب ابن حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمدؓ ایم اے کے ساتھ پڑھایا۔

شادی کی مبارک تقریب سے پہلے الفضل 25مارچ 1951ء کو حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی طرف سے بڑے دردمندانہ انداز میں دُعا کی تحریک کی گئی۔

آپ نے تحریر فرمایا:

”جیسا کہ دوستوں کو معلوم ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گزشتہ جلسہ سالانہ کے موقع پر میرے لڑکے مرزا مجید احمد سلمہٗ اور عزیزہ قدسیہ بیگم بنت ہمشیرہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ کے نکاح کا اعلان فرمایا تھا۔ اب یکم اپریل 1951ء کو بروز اتوار رخصتانہ کی تقریب قرار پائی ہے۔ مَیں جملہ احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس شادی کے بابرکت ہونے کے متعلق دردِ دل سے دعا فرمائیں۔ مَیں سب بھائیوں اور بہنوں کے لیے ہمیشہ دعا کرتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ہمیں بھی اپنی خاص دعاؤں میں یاد رکھتے ہوں گے۔

عزیزم مرزا مجید احمد ایم۔اے میرا سب سے چھوٹا لڑکا ہے اور عزیزہ قدسیہ بیگم ہماری چھوٹی ہمشیرہ اخویم میاں عبد اللہ خان صاحب کی لڑکی اور نواب محمد علی خان صاحب کی پوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اِس شادی خانہ آبادی کو فریقین کے لیے ہر جہت سے مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ کرے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین یا ارحم الراحمین“

یکم اپریل 1951ء کو بروز اتوار رخصتانہ کی تقریب منعقد ہوئی۔ آپ کی دعوتِ ولیمہ کی تقریب منعقدہ رتن باغ میں حضرت مصلح موعودؓ ربوہ سے بنفسِ نفیس تشریف لائے اور نوبیاہتا جوڑے کو دلی دعاؤں کے تحفے سے نوازا۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تین بیٹیوں اور دو بیٹوں سے نوازا جن میں مکرمہ نصرت جہاں صاحبہ، مکرمہ درثمین احمد صاحبہ، مکرمہ فائزہ احمد صاحبہ، مکرم مرزا محمود احمد صاحب اور مکرم مرزا غلام قادر شہید صاحب شامل ہیں۔

آپ بہت سی خوبیوں اور عمدہ اوصاف کی مالک تھیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام، خاندان حضرت مسیح موعودؑ، خلفائے سلسلہ اور نظامِ جماعت کے ساتھ بہت پیار محبت اور اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔ جماعت اور خلافت کے لئے بڑی غیرت اور درد رکھتی تھیں۔ آپ نے اپنی اولاد کی بھی بہت اعلیٰ رنگ میں تربیت کی اور اپنے بچوں میں خلافت اور نظامِ جماعت کے ساتھ ایک مضبوط اور فدایانہ تعلق پیدا کیے رکھا۔ آپ بہت صابر خاتون تھیں۔ اپنے بیٹے محترم صاحبزادہ مرزا قادر صاحب کی شہادت کے موقع پر بڑے صبر اور ہمت کے ساتھ اس صدمے کو برداشت کیا اور ان کی راہِ مولیٰ میں قربانی کو اپنے لیے اور خاندان کے لیے ایک فخر اور اعزاز سمجھتی تھیں۔

آپ کی خواہش تھی کہ آپ کے بیٹے وقف ہوں۔ دو بیٹے ہیں جن میں سے قادر شہید نے زندگی وقف کی اور پھر شہادت کا مقام بھی پایا۔ آپ کو اپنے بیٹے غلام قادر شہید سے بڑی محبت تھی۔ ہر جگہ گھر میں مختلف جگہوں پر اس کی تصویریں لگائی ہوئی تھیں۔ جب قادر شہید کا جنازہ اُٹھا تو اُس وقت بھی بجائے رونے دھونے کے آپ کے یہ الفاظ تھے کہ جزاک اللہ قادر! جزاک اللہ قادر! یعنی آپ اپنے بیٹے کی قربانی میں بھی اپنے رب کے ساتھ بیٹے کی بھی شکر گزار تھیں کہ اُن کی وجہ سے آپ ایک شہید کی ماں کہلائیں۔ آپ کے خاندان میں دو شہادتیں نصیب میں آئیں۔ ایک تو بیٹے غلام قادر شہید کی جانی قربانی اور اِسی شہید فرزند کے داماد مکرم سیّد طالع احمد شہید کی شہادت جو گھانا، مغربی افریقہ میں دورانِ جماعتی دورہ میں ہوئی۔ مکرم سیّد طالع احمد شہید آپ مرحومہ کی پوتی مکرمہ صالحہ سطوت مدّ ظلّہا العالی کے خاوند تھے۔

سامعین! آپ صدقہ خیرات کرنے والی، غریبوں اور مستحقین کی ہمدردی اور مالی مدد کرنے والی خاتون تھیں۔ گھر کے ملازموں کے ساتھ بھی بہت شفقت سے پیش آتیں۔ آپ بہت نیک، دعا گو، تہجد گزار اور مستجاب الدعوات بزرگ خاتون تھیں۔ مالی قربانی کرنے سے کبھی گریز نہیں کرتی تھیں۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے جو بھی مالی تحریک ہوتی اس میں آپ بطور خاص اپنا حصہ ڈالا کرتی تھیں۔

آپ بہت اچھی مضمون نگار بھی تھیں۔ آپ کے کئی مضامین الفضل میں بھی شائع ہوتے رہے۔ آپ اپنے ایک مضمون میں لکھتی ہیں کہ

”غلام قادر شہید کی شہادت کے بعد ایک پُرانا مڑا تُڑا کاغذ میرے سامنے ہے جو یاد نہیں مگر بارہ پندرہ سال پُرانا ہے جس پر ایک دعا لکھی ہے جسے مَیں نے شعروں میں ڈھالنے کی کوشش کی تھی۔ مگر مَیں شاعرہ نہیں ہوں۔ جذبات میں بہہ کر کہنے کی کوشش کی تھی مگر کہہ نہ سکی۔ اس دعا کے دو اشعار درج ہیں۔ وہ یہ شعر ہیں کہ

ایک دوسرے سے بڑھ کر ہوں آب و تاب میں
چمکیں یہ آسمان پر جیسے کہ ہوں ستارے
نسلوں میں ان کی پیدا اہل وقار ہوویں
یہ التجا ہے میری کر لے قبول پیارے

آپ لکھتی ہیں کہ یہ اشعار شاید وزن اور بحر سے خالی ہوں مگر میرے دل کے جذبات سے پُر ہیں۔ جو کچھ مَیں نے لکھا وہ نثر میں یوں ہے کہ اے خدا! ہمیشہ میری دعا رہی ہے کہ میری گود کے پالے تجھ پر نثار ہوں۔ اے خدا! جب وقت آئے تو فکرِ فردا اُنہیں سرفروشی سے باز نہ رکھے۔ میرے رب! تیرا اذن نہ ہو تو خواہشیں کوئی حقیقت نہیں رکھتیں۔ تیرے حکم کے بغیر کوئی تہی دامن کا دامن نہیں بھر سکتا۔ میرے خدا! میری دعا سن لے اور میرے بیٹے ایک دوسرے سے بڑھ کر آب و تاب میں ہوں۔ آسمان پر چاند ستاروں کی طرح چمکیں، اُن کی نسلوں سے فخر دیار اور اہلِ وفا پیدا ہوں۔ میری تو التجا ہے، قبول کرنے والا تو ہی ہے۔ اے کاتبِ تقدیر! میرے بچوں کے لئے عمر و دولت، ارادت و سعادت لکھ دے۔

آپ بیان کرتی ہیں کہ قادر کی قربانی سے چند دن پہلے میرے پُرانے کاغذات سے یہ دعا نکلی۔ خدا جانے کس جذبے سے مَیں نے کی تھی جو قبول ہوئی۔ چند لمحوں کے لئے میرا دل کانپا کہ اللہ! مَیں نے تو اس کے لئے جانی قربانی مانگی ہے۔ اندر سے ایک ماں تا بولی کہ یا اللہ! چھوٹی عمر میں ان سے یا مجھ سے قربانی نہ لینا اور مَیں دعا مانگنے لگی۔

یااللہ! عمر دراز دینا۔ مجھے کیا پتہ تھا کہ میری دعا قبول ہو چکی ہے اور جوانی میں ہی اللہ تعالیٰ قربانی لینا چاہتا ہے اور خدا کا یہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ جوانی میں میرا بچہ مجھ سے لے لے گا۔ بہر حال جتنی بڑی قربانی ہو گی اُتنا ہی بڑا اجر ہو گا"

(کتاب "مرزا غلام قادر احمد" مصنفہ امۃ الباری ناصر صفحہ 223-224)

1989ء میں جماعت احمدیہ عالمگیر کی صد سالہ جوبلی کے موقع پر لجنہ اماء اللہ کی طرف سے لگائی جانے والی نمائش کی نگرانی کے فرائض آپ نے بڑے احسن طریق سے سرانجام دیے۔

سامعین! آپ مورخہ یکم ستمبر 2012ء کو دن کے ساڑھے گیارہ بجے طاہر ہارٹ انسٹیٹیوٹ ربوہ میں اپنے خالق حقیقی سے جاملیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر 85 برس تھی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ موصیہ تھیں۔ آپ کچھ عرصہ سے بیمار تھیں۔ آپ کی نماز جنازہ اُسی روز بعد نماز مغرب مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے پڑھائی۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ میں ہوئی۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 4 ستمبر 2012ء)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وفات پر خطبہ جمعہ میں آپ کے اوصاف بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"بیٹے کی شہادت پر انہوں نے بڑا صبر دکھایا۔ مَیں خود بھی اس کا گواہ ہوں۔ بڑے صبر اور حوصلے سے یہ صدمہ برداشت کیا۔ جب مَیں (غلام قادر شہید کا) افسوس کرنے ان کے پاس گیا تو بڑے مسکرا کر انہوں نے قادر شہید کی خوبیوں کا ذکر کیا اور بڑا حوصلہ دکھایا۔ مجھ سے خط و کتابت رکھتی تھیں اور جو آخری خط مجھے لکھا اُس میں بھی یہی فقرہ تھا کہ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور میری اولاد کو بھی تقویٰ عطا فرمائے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کے وارث ہوں اور آپ کی نسل ہونے کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ کرے کہ یہ دعا ان کی ساری اولاد میں اور سارے خاندان کے بارے میں پوری ہو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 7 ستمبر 2012ء)

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرتا چلا جائے۔ آمین

قربِ رحمت مآب حاصل ہو
وصلِ عالی جناب ہو جائے

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✿✿✿✿